درسِ حدیث

انفاق فی سبیل اللہ

—— ریاض الحق

قال اللہ تعالیٰ: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ:

سورۃ البقرہ آیت ۲۶۷۔

اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور جو ہم نے نکال دیا تمہارے لئے زمین میں سے۔ اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو۔

وعن انس رضی اللہ عنہ قال: کان ابو طلحۃ رضی اللہ عنہ اکثر الانصار بالمدینۃ مالا من نخل وکان احب اموالہ الیہ بیرحاء وکانت مستقبلۃ المسجد وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخلھا ویشرب من ماءٍ فیھا طیب۔ قال انس فلما نزلت ھذہ الآیۃ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) جاء ابو طلحۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ ان اللہ تعالیٰ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ مدینہ کے انصار میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مال دار تھے کھجور کے درخت میں، اپنے اموال میں سے سب سے زیادہ محبوب بیرحا، (کھجور کا باغ) تھا جو کہ مسجد (نبوی) کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جایا کرتے تھے اور اس کے میٹھے پانی میں سے پیتے تھے حضرت انسؓ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی (تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تم بہت پسند کرتے ہو) تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا

انزل علیک لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وان احب مالی الی بیرحاء وانها صدقة لله تعالی ارجو برها وذخرها عند الله تعالی فضعها یا رسول الله حیث اراك الله. فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: بخ ذالك مال رابح ذالك مال رابح وقد سمعت ما قلت وانی اری ان تجعلها فی الاقربین فقال ابو طلحة: افعل یا رسول الله فقسمها ابو طلحة فی اقاربه وبنی عمه (متفق علیہ)

اے رسول اللہ بے شک اللہ نے آپ پر اتاری لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور مجھے اپنے مال میں سب سے محبوب بیرحاء باغ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے میں اللہ کے ہاں اس کی خیر اور اس کے اجر کی امید رکھتا ہوں چنانچہ اے اللہ کے رسولؐ اس کو وہاں لگا دیں جہاں اللہ آپؐ کی رہنمائی کرے، چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تحسین ہے یہ مال نفع مند ہے یہ مال نفع مند ہے اور میں نے سن لیا جو تم نے کہا اور میری رائے یہ ہے کہ تو اس کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو عنایت کر دے، پھر کہا ابو طلحہؓ انصاری نے، میں ایسا ہی کروں گا یا رسول اللہ، چنانچہ ابو طلحہؓ نے اسے اپنے اقربا میں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

ایمان باللہ کا سب سے بڑا تقاضا جہاد ہے۔ جہاد کی پہلی منزل مجاہدہ مع النفس ہے اور اس کی آخری منزل اللہ کے دین کو نافذ کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دینا ہے۔ جہاد کے دو حصے ہیں۔ جہاد بالمال یا انفاق اور جہاد بالنفس یا قتال۔ ایمان ایک باطنی کیفیت ہے۔ خارج میں اس کا مظہر جہاد ہے۔ جہاد اگر ہے تو دل میں ایمان بھی ہے اور اگر جہاد نظر نہیں آ رہا تو ایمان بھی موجود نہیں یہ ایک سادہ سی نسبت ہے یعنی جہاد اور ایمان راست متناسب (Directly Proportionate) ہیں۔

یہ حقیقت واضح رہے کہ جب دل میں ایمان کمزور ہو گا تو اس کی جگہ لینے کے لئے نفاق و منافقت آ جائیں گے بالکل ایسے ہی جیسے کسی جگہ ہوا کا دباؤ کم ہو تو دوسری جگہ کی آندھی اس کو پُر کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر انتہائی زور دیا گیا اور فرمایا گیا کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرو اور یہی ایمان، خلوص، تقویٰ، بر اور سچائی کی اصل نشانی ہے۔ اگر اللہ

کے راستے میں انفاق نہیں ہے تو ایمان کو کوئی روگ یا دیمک لگ گئی ہے۔ یہ دیمک یا بیماری نفاق اور منافقت کی بیماری ہے۔ چنانچہ انفاق اور نفاق ایک دوسرے کے الٹ متناسب (Inversely Proportional) ہیں۔ اگر اللہ کی راہ میں انفاق ہے تو نفاق نہیں ہے اور اگر انفاق نہیں ہے تو نفاق ہے۔

نفاق جیسی مہلک اور خوفناک بیماری سے بچنے کا تیر بہدف نسخہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ اس انفاق کا نقطۂ آغاز زکوٰۃ ہے جو کہ ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے اس کے قلبی ایمان کی کیسی بھی کیفیت ہو۔ اور اس کا آخری درجہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی بنیادی ضروریات کے بعد بچ جائے وہ سارے کا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ زیر مطالعہ درس میں جو اہم بات قابل غور ہے وہ یہ کہ جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جائے ایک تو وہ پاکیزہ ہو، حلال ہو۔ حرام ذرائع سے کمائی نہ گئی ہو۔ حرام ذرائع سے کمائی گئی رقم اللہ کے ہاں قطعاً قابل قبول نہ ہوگی۔ دوسری بات یہ پیش نظر رہے کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اپنے مالوں کا گھٹیا اور ردی حصہ نہ ہو۔ جس کی طرف قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت میں ذکر کیا گیا۔ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ پاک طیب اور جید ہو۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ تم وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر گھٹیا مال خرچ کرو گے تو تم ہرگز متقی، برّ، صادق اور سچے نہیں کہلا سکتے۔ اگر اللہ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو مال کی محبت کو دل سے کھرچ دو، مال کی محبت کو اللہ کی محبت پر قربان کر دو تب تم نیکی کے درجے کو پہنچ جاؤ گے اور اللہ کے ہاں نیک اور صالح شمار کئے جاؤ گے جب تک مال کی محبت دل میں رہے گی اللہ کی محبت دل میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس معاملہ میں بہترین مثال نبی اکرمؐ کے صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی مثال پیش نظر رہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ تو وہ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ حضورؐ میرا سب سے محبوب باغ اللہ کی راہ میں حاضر ہے۔ آپ اسے جہاں چاہیں خرچ کر دیں اور میں اس کے بدلے میں اللہ سے خیر بھلائی اور بہتر جزا کی امید رکھتا ہوں۔ یہ تھا حضورؐ کے صحابہ کا جذبۂ انفاق، اس لئے کہ ان کے دلوں میں ذرہ برابر نفاق نہیں تھا۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاَنْ نُنْفِقَ فِیْ سَبِیْلِكَ مَالًا جَیِّدًا طَیِّبًا آمین